خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

منگل | 26۔ نومبر 1996ء

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 46-81 نمبر 270 | منگل 14 رجب۔ 1417ھ 26 نبوت 1375ش 26 نومبر 1996ء

خاکساری سے زندگی بسر کرنی چاہئے

جامع بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان متکبر نہ ہو۔ جو سمجھتا ہے کہ میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ خاکساری سے زندگی بسر کرنی چاہئے جہاں انسان کوئی فائدہ کی بات دیکھے چاہئے کہ اسی جگہ سے فائدہ حاصل کرے۔ ڈاکٹروں کو بھی مناسب نہیں کہ پرانی طب کو حقارت سے دیکھیں۔ بعض باتیں ان میں بہت مفید ہیں۔ میں نے بعض متن کتب طب کے بیس بیس جزو کے حفظ کئے تھے۔ ہزار سے زیادہ کتاب طب کی ہمارے کتب خانے میں موجود تھیں۔ جن میں سے بعض بڑی قیمتیں دے کر خرید کی گئی تھیں۔ مگر یہ علم ظنی ہوتا ہے۔ لاف مارنے اور دعویٰ کرنے کا کسی کو کوئی حق حاصل نہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوبل انعام یافتہ عظیم سائنس دان، جماعت احمدیہ کے قابل فخر وجود

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کا جسد خاکی بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا

جنازہ احاطہ لجنہ میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے پڑھایا اور تدفین کے بعد دعا کرائی

25 ہزار سے زائد احباب کی دور و نزدیک کے شہروں سے تشریف آوری اور جنازہ و تدفین میں شرکت

ربوہ: 25۔ نومبر 1996ء پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان جماعت احمدیہ کے قابل فخر وجود عالمی شہرت اور بے شمار بین الاقوامی اعزازات کے حامل محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو آج یہاں دن کے ساڑھے گیارہ بجے بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے احاطہ لجنہ کے وسیع میدان میں جنازہ پڑھایا۔ یہ میدان جنازہ ادا کرنے والوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ احاطہ لجنہ سے باہر بھی جنازہ پڑھنے والے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 25 ہزار سے زائد افراد نے جنازہ اور تدفین میں شرکت کی۔

آج صبح چھ بجے سے محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب کے چہرہ کا آخری دیدار کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا جو جنازہ کا وقت ہو جانے کی وجہ سے 9 بجکر 55 منٹ پر روکنا پڑا۔ 10 بجے دارالضیافت سے جنازہ ایمبولینس میں دیگر پانچ اور گاڑیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اور سوا دس بجے احاطہ لجنہ کے وسیع میدان میں پہنچا جہاں احباب کرام صفیں بنائے منتظر تھے۔ دس بجکر 25 منٹ پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے جنازہ پڑھایا۔ جس کے بعد جنازہ کو کندھوں پر اٹھا کر بہشتی مقبرہ پہنچایا گیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے دونوں صاحبزادے احمد سلام اور عمر سلام جنازہ کے آگے آگے چل رہے تھے پونے گیارہ بجے جنازہ بہشتی مقبرہ پہنچا جہاں پر قطعہ نمبر 12 میں جہاں محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب کے والد محترم حضرت چوہدری محمد حسین صاحب اور والدہ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ کی قبریں ہیں وہاں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے ساڑھے گیارہ بجے دعا کرائی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا جنازہ جب احاطہ لجنہ سے روانہ ہوا تو خدمت خلق کے رضاکاروں نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ایک وسیع دائرہ بنا لیا جس کے اندر محترم ڈاکٹر صاحب کے خاندان کے افراد اور جماعت احمدیہ کے چیدہ چیدہ افراد موجود تھے۔ بہشتی مقبرہ کے اندر بھی قبر کے گرد ایسا ہی ایک وسیع دائرہ بنایا گیا تھا۔

جنازہ میں شرکت کے لئے ربوہ کے علاوہ دور دور سے احباب جماعت شامل ہوئے۔ لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، فیصل آباد، سرگودھا، جھنگ، بہاولنگر، بہاولپور، شیخوپورہ، وغیرہ کئی شہروں سے احباب نے جنازہ میں شرکت کی۔

لاہور آمد محترم ڈاکٹر صاحب کا جسد خاکی لندن سے پی آئی اے کی پرواز کے ذریعے اتوار کی صبح لاہور آیا۔ اگرچہ جہاز کی آمد کا وقت پونے آٹھ بجے صبح تھا لیکن جہاز لیٹ تھا۔ 9 بجے کے بعد جہاز آیا۔ ساڑھے نو بجے محترم ڈاکٹر سلام صاحب کا جسد خاکی اہل پاکستان کے حوالے کیا گیا مرکز سلسلہ ربوہ سے صدر انجمن احمدیہ کے دو نمائندے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور خارجہ اور محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ کے علاوہ امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور محترم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب اور دیگر احباب لاہور نے جنازہ وصول کیا اور دس بجے دن جنازہ دارالذکر لاہور لایا گیا۔ ائرپورٹ پر بڑی تعداد میں جماعت احمدیہ لاہور کے احباب موجود تھے۔ جہاز رکنے کے بعد امیر صاحب لاہور محترم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب، مکرم منیر مسعود صاحب اور مکرم ملک طاہر احمد صاحب جہاز تک گئے محترم ڈاکٹر صاحب کے خاندان کے افراد کے لئے ایک الگ کوسٹر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ائرپورٹ کے عملہ نے بھرپور تعاون کیا اور امیگریشن کے مسائل آسانی سے حل ہو گئے۔

اس موقعہ پر ائرپورٹ پر حکومت پاکستان یا صوبہ پنجاب کی طرف سے کوئی نمائندہ پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنسدان کے جسد خاکی کا استقبال کرنے کے لئے موجود نہ تھا۔ تاہم مقامی انتظامیہ کے اہلکار کمشنر صاحب لاہور اور ایس ایس پی لاہور موجود تھے پولیس کی بڑی نفری بھی موجود تھی۔ لاہور میں پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج کے بہت سے پروفیسر صاحبان اور تقریباً تمام اخبارات کے رپورٹر بھی آئے ہوئے

باقی صفحہ / پر

تقریب رخصتانہ

○ عزیزہ شفیقہ نورین بنت مکرم خواجہ برکات احمد صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ جن کا نکاح بہمراہ عزیز مکرم چوہدری ندیم وڑائچ صاحب ابن مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب وڑائچ سے محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے مورخہ 96-6-30 کو بیت مبارک میں پڑھا تھا۔ مورخہ 96-10-28 کو رخصتانہ کی تقریب ہوئی۔ اس موقع پر سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت نے اجتماعی دعا کرائی۔ عزیزہ شفیقہ کے والد مکرم خواجہ برکات احمد صاحب کے دادا حضرت مولوی محمد حسن صاحب نے 1900ء میں قادیان جا کر دستی بیعت کی تھی۔ اور ان کے والد صاحب حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب نے 1901ء میں دستی بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

○ عزیزہ مکرمہ امتہ اللطیف فائقہ صاحبہ بنت مکرم حکیم محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شورکوٹ شہر ضلع جھنگ کا نکاح بعوض حق مہر پچیس ہزار روپیہ ہمراہ مکرم سلیم احمد نعیم صاحب مورخہ 9 نومبر 96ء کو مکرم شاہد محمود ساہی صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا۔ اسی روز شام چار بجے رخصتانہ کی تقریب منعقد ہوئی دونوں (دولہا دلہن) حضرت مولوی بدر دین صاحب (وفات یافتہ) رفیق بانی سلسلہ احمدیہ کے پڑپوتے اور پڑپوتی ہیں احباب کرام رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کریں۔

ولادت

○ محترمہ سعیدہ احسن صاحبہ لکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے بھانجے عزیز عبدالرحمان احسن ولد عبدالرشید درویش صاحب (وفات یافتہ) آف گوجرانوالہ کو بیٹی سے نوازا ہے بچی کا نام حضرت صاحب نے ماریہ رحمان عطا فرمایا ہے۔ یہ عزیز کا پہلا بچہ ہے اور وقف نو میں شامل ہے۔ نومولودہ کی صحت، درازی عمر اور خادمہ دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان (واقفین نو) کو پہنچانا ضروری ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت 2 روپے 50 پیسے

26- نبوت 1375 ہش 26 - نومبر 1996ء

مہمان نوازی- انفرادی اور اجتماعی

مہمان نوازی انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دیہاتی علاقوں میں انفرادی مہمان نوازی کا بڑا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں شہری علاقوں میں مہمان کو وہ پذیرائی نہیں ملتی اور اس کے ساتھ وہ حسن سلوک نہیں کیا جاتا جو دیہات میں ہوتا ہے۔ اس کی وجوہات ہیں۔ مہمان نوازی کے لئے اللہ تعالیٰ نے دل میں جذبہ بھی پیدا کیا ہوا ہو اور انسان کے پاس وسائل بھی موجود ہوں۔ اگر جذبہ ہو اور وسائل نہ ہوں تو زبانی جمع خرچ تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقی طور پر مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ دیہاتی علاقے سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے وسائل سادہ ہیں لیکن اکثر و بیشتر یہ وسائل ہمیشہ میسر رہتے ہیں۔ کوئی شخص کسی وقت بھی کسی گھر میں بھی مہمان بن کر چلا آئے تو روکھی سوکھی جو گھر والے کھاتے ہیں اسے مہیا کر سکتے ہیں اور اسی کا نام دیہاتوں کی مہمان نوازی ہے۔ شہروں میں یہ بات کسی حد تک مشکل ہو جاتی ہے۔ یا وسائل موجود نہیں یا وقت کی اتنی کمی ہے کہ مہمان کی طرف توجہ ہی نہیں دے سکتے۔ لیکن بہرحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شہری علاقوں میں مہمان نوازی کا جذبہ بالکل مفقود ہے۔ حالات گو دونوں کے مختلف ہیں۔ دیہاتی علاقے کے حالات اور ہیں اور شہری علاقے کے حالات اور ہیں۔ لیکن دونوں میں مہمان نوازی کا جذبہ کسی نہ کسی حد تک موجود ہوتا ہے اس لئے کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ بھائی اپنے بھائی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ انسان انسان سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی مل بیٹھے۔ کوئی اس کے ساتھ باتیں کرے۔ اپنا دکھ سنائے اور دوسرے کا سنے۔ انسان معاشرے میں رہنے کا عادی ہے۔ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اور اس کی ایک شق میزبانی اور مہمان نوازی ہے۔

پس جس حد تک وسائل موجود ہوتے ہیں اس حد تک انسان مہمان نوازی ضرور کرتا ہے۔ مہمان نوازی اس لئے بھی ضروری ہے کہ مہمان کے پاس وسائل بھی نہیں ہوتے اور وہ بڑی امید لے کر کسی کے پاس جاتا ہے۔ کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس امید پر کہ یہاں اس کی پذیرائی ہوگی۔ مہمانوں میں رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور دوسرے عزیز بھی اور بعض اوقات ایسے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جنہیں میزبان جانتا نہیں۔ یہ حالت گاؤں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے اور شہروں میں بھی۔ کوئی شخص اجنبی ہے اسے کسی جگہ جانا ہے اور راستے میں تھوڑا سا قیام کرنے کی ضرورت ہے ایسی حالت میں وہ کسی کا بھی دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے اور اگر وہاں اس کی پذیرائی ہو۔ اس کی عزت افزائی ہو اور اس کی مہمان نوازی کی جائے تو یقیناً اس کا دل باغ باغ ہو جائے گا اور اسے بھی اس بات کی طرف توجہ پیدا ہوگی کہ اگر خود اس کے گھر کبھی کوئی مہمان آجائے تو اسے اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔

انفرادی مہمان نوازی کے علاوہ ایک اجتماعی مہمان نوازی بھی ہے۔ جہاں لوگ ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوئے بھی مہمان نوازی کے جذبہ کے ماتحت آنے والوں کی پذیرائی کرتے ہیں۔

ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے انفرادی مہمان نوازی کا جذبہ بھی ہے اور اجتماعی مہمان نوازی کا بھی۔ جہاں تک انفرادی مہمان نوازی کے جذبے کا تعلق ہے کوئی احمدی دنیا کے کسی حصے میں چلا جائے اور کسی احمدی کے گھر کا پتہ معلوم کر کے اس کے گھر پر دستک دے تو اس کی ایسی پذیرائی ہوگی کہ وہ سمجھے گا کہ اپنے ہی گھر لوٹ آیا ہے۔ اسے ماحول اپنے ہی گھر جیسا ملے گا۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنے گھر سے بھی زیادہ خوش باشی کا ماحول ملے گا کیونکہ اہل خانہ اس مہمان کو اپنے بھائیوں سے بڑھ کر سمجھیں گے۔ اور اس کے ساتھ ایسا حسن سلوک کریں گے کہ ان کی احمدیت اجاگر ہو کر ایک دوسرے کے سامنے آجائے گی۔

اجتماعی مہمان نوازی کا بھی احمدیہ جماعت کو خدا کے فضل سے بہت تجربہ ہے اور یہ جذبہ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ ربوہ ہی کو لیجئے یہاں دارالضیافت میں دنیا بھر کے لوگ آتے ہیں۔ اور اکا دکا نہیں۔ بعض اوقات بیسیوں کی تعداد میں کسی ایک ہی جگہ کے آجاتے ہیں' ان سب کو اپنے بھائیوں کی طرح مہمان بنا کر رکھا جاتا ہے۔ ان کی عزت کی جاتی ہے۔ اور ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ پر احمدیہ جماعت اجتماعی مہمان نوازی کا ایسا نمونہ پیش کرتی ہے جو غالباً دنیا میں کسی اور جگہ پر نظر نہیں آسکتا۔

اب ایک اور قسم کی اجتماعی مہمان نوازی کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت امام جماعت الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے فرمایا ہے۔ اب ہوائیں جھکڑ بن گئی ہیں۔ لوگ احمدیہ جماعت میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ یہ سب کے سب ان لوگوں کے جو پہلے سے احمدیہ جماعت میں شامل ہیں مہمان ہیں۔ ان کی پذیرائی کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان کو اپنے بھائیوں سے بڑھ کر سمجھنا یہ ہماری احمدیت کا ایک حصہ ہے۔

پس ہمیں مہمان نوازی کا ان تمام شعبوں کے ساتھ حقیقی طور پر مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یعنی انفرادی مہمان نوازی اور اجتماعی مہمان نوازی جو ہمارے لنگر خانوں میں ہوتی ہے یا جلسوں کے موقعوں پر ہوتی ہے اور وہ مہمان نوازی جس کا تعلق نئے مبایعین سے ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ آج کل نئے مبایعین کی مہمان نوازی سب سے زیادہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہمارے دلوں میں مہمان نوازی کا جذبہ اس طرح ابھرے کہ ہم خدا تعالیٰ کی پسندیدگی کا باعث ہوں۔ ہم اپنے مہمان کے ساتھ ایسا حسن سلوک کریں کہ وہ ہم سے خوش ہوں اور ان کے خوش ہونے سے خدا تعالیٰ بھی ہم سے خوش ہو۔ اے خدا تو ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب رحلت فرما گئے

(اخبارات میں سے)

ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال پر صدر اور وزیر اعظم کی تعزیت

اسلام آباد (این این آئی) صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری اور نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے اسے ملک وقوم کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ جمعرات کو اپنے علیحدہ علیحدہ تعزیتی پیغامات میں صدر نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ باآسانی پر نہیں کیا جا سکے گا۔ صدر نے اپنے پیغام میں کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام بیرونی دنیا میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت رکھتے تھے اور وہ واحد پاکستانی ہیں جنہوں نے اپنی صلاحیتوں سے نوبل انعام حاصل کیا۔

(روزنامہ نوائے وقت 22۔ نومبر 1996ء)

روزنامہ پاکستان کا ادارتی نوٹ

ایک یگانہ روزگار عبقری کا انتقال!

بین الاقوامی شہرت کے حامل 'نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام جمعرات کو آکسفورڈ لندن میں انتقال کر گئے 'ان کا جسد خاکی اتوار کو پاکستان لایا جائے گا اور پیر کے روز 'ان کی وصیت کے مطابق ' ربوہ میں ان کے والدین کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ ان کی وفات پر صدر فاروق احمد خان لغاری اور نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد ' ملک کے علمی اور سائنسی حلقوں نے گہرے رنج و الم کا اظہار کیا ہے۔ صدر مملکت نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے ' وہ آسانی سے پر نہیں ہو سکے گا ' وہ بیرونی دنیا میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت رکھتے تھے ' وہ واحد پاکستانی ہیں ' جنہوں نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بناء پر فزکس کے میدان میں نئے نظریات پیش کئے ' جن کے اعتراف میں انہیں نوبل انعام دیا گیا۔ صدر نے کہا کہ انہوں نے دنیائے سائنس میں پاکستان کا نام روشن کیا اور قومی وقار میں اضافہ کیا ' ان کی وفات سے قوم اپنے ایک عظیم فرزند سے محروم ہو گئی ہے۔ پروفیسر عبدالسلام کی بہن کے مطابق مرحوم جھنگ میں نہیں بلکہ ساہیوال کے قصبہ سنتوکھ داس میں 29 جنوری 1926ء کو پیدا ہوئے ' وہ سات بھائی تھے ' ان کی ایک بہن تھی ' ان کی پاکستانی بیوی سے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا اور انگریز بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ وہ ایک متوسط الحال خاندان کے بیٹے تھے ' جنہوں نے ٹاٹ پر بیٹھ کر پرائمری تعلیم اور اس کے بعد جھنگ کے ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ بعد میں لاہور کے گورنمنٹ کالج سے فزکس میں ایم ایس سی اور ڈاکٹریٹ کی اور وظیفے پر کیمبرج چلے گئے۔ فارغ التحصیل ہوئے تو فزکس کو اپنی تحقیق کا محور قرار دیا اور برقی مقناطیسیت اور کمزور جوہری طاقت کی یکتائیت کا نظریہ پیش کیا ' جس کی بناء پر انہیں نوبل انعام ملا۔ انہوں نے دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں کی طرف سے 21 انعامات حاصل کئے ' حکومت پاکستان نے انہیں ستارہ پاکستان تمغہ حسن کارکردگی اور نشان امتیاز سے نوازا ' ڈاکٹر عبدالسلام صدر پاکستان کے چیف سائنٹفک ایڈوائزر بھی رہے ' سائنسی کمیشن اور تعلیمی کمیشن سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ 1958ء سے 1974ء تک پاکستانی ایٹمی توانائی کمیشن سے بھی منسلک رہے۔ دنیا کی مختلف 35 یونیورسٹیوں نے انہیں ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگریاں دیں۔ 1957ء سے 1993ء تک لندن کے امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں پروفیسر رہے۔ انہوں نے اٹلی میں ایک سائنسی مرکز بھی قائم کیا ' جس میں مختلف ملکوں خاص طور پر پاکستان کے سائنس دانوں کو فزکس کے میدان میں تحقیق کے مواقع فراہم کرتے۔ ان کی بے بہا سائنسی خدمات کا موزوں ترین اعتراف ' ملکی یونیورسٹیوں میں سائنسی علوم کی تدریس اور تحقیق کا معیار بلند کرنے کی صورت میں ہی کیا جا سکتا ہے ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان سے شیفتگی کے کئی مظاہر دیکھنے میں آئے ' انہوں نے نوبل انعام حاصل کرتے وقت قومی لباس زیب تن کیا ہوا تھا ' انہوں نے ایٹمی توانائی کمیشن اور کراچی میں ایٹمی بجلی گھر کے قیام کے ضمن میں جو تحریک کی ' اس سے دور رس اثرات مرتب ہوئے ' وہ ملکی اور قومی ترقی کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے بلیغ تھے اور چاہتے تھے کہ پاکستان میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے خصوصی انتظامات کئے جانے چاہئیں۔

(روزنامہ پاکستان لاہور 23۔ نومبر 1996ء)

روزنامہ نوائے وقت کا اداریہ

ڈاکٹر عبدالسلام کا انتقال

عالمی شہرت کے حامل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام انتقال کر گئے ان کی وصیت کے مطابق میت کو لندن سے لا کر ربوہ میں سپرد خاک کیا جائے گا۔

ڈاکٹر عبدالسلام کا شمار دنیا کے نامور ترین سائنسدانوں میں ہوتا تھا انہیں یہ اعزاز حاصل تھا کہ دنیا کے 57 ممالک نے ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری دے رکھی تھی۔ انہوں نے 1979ء میں طبعیات میں نوبل انعام حاصل کیا تھا حکومت پاکستان نے ملک کے لئے اور سائنس کے میدان میں بے مثال خدمات پر انہیں نشان امتیاز ستارہ پاکستان اور صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی دیا اور بھٹو دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد چیف سائنٹفک ایڈوائزر کے عہدے سے بھی مستعفی ہو گئے۔ سابق چیف جسٹس پاکستان ریٹائرڈ اے کارنیلس کی طرح اپنی قابلیت صلاحیت اور کارناموں کی وجہ سے پاکستان کا نام دنیا بھر میں روشن کیا اور قابل فخر کردار ادا کیا۔ جیسا کہ اٹامک انرجی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد خان نے انکشاف کیا ہے کہ

ڈاکٹر صاحب نے سابق صدر ایوب خاں کو ملک میں ایٹمی ری پراسیسنگ پلانٹ لگانے کا مشورہ دیا تھا یہ الگ بات ہے کہ قومی مفاد کے اس اہم قومی منصوبے کے بارے میں ایوب خان نے سنی ان سنی کر دی اور ان کے اس دور رس نتائج کے حامل مشورے پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنے قائم کردہ سنٹر میں پاکستانی سائنسدانوں کو تربیت حاصل کرنے کے لئے بڑا زور لگایا کہ پاکستانی ڈاکٹر اور سائنسدان ملک سے باہر جا کر جدید ترین تربیت حاصل کریں لیکن ہماری بیوروکریسی کے سرخ فیتے کے باعث اس پیشکش سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ سائنس کی دنیا میں انہیں ایک نامور اور بڑے انسان کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور ان کی خدمات نہ صرف سائنس کے مروجہ قاعدے قوانین میں رہنما سمجھی جائیں گی بلکہ ان کے کام سے آئندہ بھی سائنس کے میدان میں نئی نئی راہیں متعین کرنے میں بڑی مدد ملتی رہے گی۔

(روزنامہ نوائے وقت 23۔ نومبر 1996ء)

روزنامہ جنگ کا ادارتی نوٹ

ڈاکٹر عبدالسلام کی رحلت

پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اگلے روز طویل علالت کے بعد لندن میں انتقال کر گئے۔ وہ 29 جنوری 1926ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے اور وہیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں ماسٹرز ڈگری حاصل کرنے کے بعد کیمبرج یونیورسٹی میں چلے گئے جہاں سے انہوں نے غیر معمولی اعزاز کے ساتھ فزکس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور تحقیق و تدوین کے ایسے گوشے وا کئے کہ ان کا نام دنیا کے نامی گرامی سائنس دانوں میں شمار ہونے لگا اور پھر اسی ریسرچ کی بنا پر انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا اور 36 یونیورسٹیوں نے ان کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں بھی دیں۔

وہ مسلم ممالک کی مالی اور مغربی ممالک کی ٹیکنیکی اعانت سے ایک ایسا ریسرچ سنٹر قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں سے اب تک متعدد پاکستانیوں سمیت تیسری دنیا کے ہزاروں نوجوان سائنس و ٹیکنالوجی کے مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک کا نام روشن کر رہے ہیں۔ حکومت پاکستان نے ڈاکٹر عبدالسلام کو ان کی خدمات کے صلے میں ستارہ پاکستان پرائڈ آف پرفارمنس اور نشان امتیاز کے اعزازات سے نوازا۔

روزنامہ جنگ 23 نومبر 1996ء

ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

علمی مسائل

(یہاں) بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اپنی پیدائش کے مقصد پر غور کرو۔ اور سوچو کہ کیا ہم نے دنیا کو بلاوجہ پیدا کیا ہے یا کیا یہ ایک کھیل اور تماشہ ہے جو تمہیں دکھائی دے رہا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس طرح بچے کھلونے بناتے اور اسے توڑ پھوڑ دیتے ہیں اسی طرح ہم بھی کھیل کے طور پر تمہیں پیدا کرتے اور پھر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔ فرماتا ہے۔ یہ بالکل احمقانہ خیال ہے۔ اسے ہماری طرف منسوب کرنا بھی ہماری ہتک ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے بچہ بنا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ وہ کامل الصفات خدا ہے۔ اس کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بچوں کی طرح کھیل رہا ہے۔ اور دنیا کو پیدا کرتا اور اسے تباہ کرتا رہتا ہے۔ نہ اس کا کوئی مقصد ہے نہ مدعا۔ جیسے بچے ریت کے میدانوں میں جاتے ہیں تو اوپر کی خشک ریت ہٹا کر نیچے سے گیلی ریت نکال لیتے ہیں اور اس میں پاؤں یا ہاتھ رکھ کر اوپر سے تھپکتے جاتے ہیں اور اس طرح ریت کے مکان بنا لیتے ہیں۔ مگر گھر آتے وقت لات مار کر انہیں گرا دیتے ہیں فرماتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے بھی دنیا کو بچوں کے کھیل کی طرح پیدا کیا ہے یعنی ہم انسان کو پیدا کرتے اور کچھ عرصے کے بعد اسے مار دیتے ہیں۔ گویا بچہ کی کھیل تو گھنٹہ دو گھنٹہ کی ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی کھیل چند سالوں کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تعالی اللہ تم تو ایک عقلمند انسان کی طرف ایسی بات منسوب نہیں کرتے۔ وہ اگر کھیلے بھی تو اس کے کھیلنے کا وقت کام کے وقت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر بڑی عمر کا آدمی کوئی مکان بناتا ہے تو اسے توڑتا نہیں سوائے اس کے کہ اس میں کوئی نقص ہو۔ یا اس سے بہتر عمارت بنانے کا اس کا خیال ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے کام میں تو کوئی نقص بھی نہیں ہوتا۔ پھر وہ جو تمام عقلوں کے پیدا کرنے والا اور علو شان رکھنے والا ہے اس کے متعلق تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ وہ کھیل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کئی ایسے فلسفی موجود ہیں۔ جن کا یہ خیال ہے کہ یہ دنیا خدا تعالیٰ کی ایک کھیل ہے۔ خدا تعالیٰ تنہائی سے گھبرایا اور اس نے کہا کہ آؤ کوئی شغل جاری کریں۔ اور اس نے انسان کو پیدا کر دیا۔ کوئی انسان مرتا ہے تو وہ ہنستا ہے۔ جس طرح بچہ کھلونے کو توڑ کے ہنس دیتا ہے۔ اس کے ماں باپ اس پر ناراض ہو رہے ہوتے ہیں اور وہ قہقہہ لگا رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ تو رو رہے ہوتے ہیں مگر خدا نعوذ

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آمنہ بیگم اہلیہ مولانا نذیر احمد مبشر

محترم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب

میرے عزیز بھائی حافظ مسعود احمد کی وفات کو دو ماہ ہونے لگے ہیں مگر اس عرصہ میں تعزیت کے لئے آنے والوں کی وجہ سے اور کچھ اپنی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے بھی میں اس کے متعلق کچھ نہ لکھ سکی میری دوسری بہنوں اور ایک بھانجی نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق اچھے انداز میں لکھا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مسعود احمد مجھ سے کئی سال چھوٹا تھا اور بچپن سے ہی اچھی تربیت اور نیک خصلتوں کا مالک تھا۔ عبادات کا بچپن سے پابند تھا ہمارے دادا جان حافظ کلام پاک تھے اس لئے والد صاحب حضرت بھائی محمود احمد صاحب کو مسعود احمد کو کلام پاک حفظ کروانے کا جذبہ اور انتہائی شوق تھا جو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا مسعود نے پہلے ناظرہ پانچ چھ سال کی عمر میں ختم کیا اور دس گیارہ سال کی عمر میں خدا کے فضل سے حفظ کلام پاک مکمل کر لیا۔

کلام پاک کی تلاوت بہت اچھے اور پیارے انداز میں کرتا تھا۔ حضرت امام جماعت ثانی ابتدا سے ہی اس کی تلاوت کو پسند کرتے ہوئے اس کے ساتھ بہت شفقت اور پیار کا اظہار فرماتے تھے۔ اور حضرت سیدہ ام طاہر احمد کو تو چونکہ حضرت والد صاحب بھائی محمود احمد صاحب کی وجہ سے خصوصی تعلق تھا۔ اس لئے بھی حضرت امام ثانی کی شفقت کچھ زیادہ ہی تھی وہ یہ کہ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ اپنے بیٹوں کے ساتھ اخوت دینی کے تحت گہرا دوست ہونے کی وجہ سے انہیں اپنا چھٹا بیٹا کہا کرتے تھے اور حقیقی اولاد کی طرح ہی تعلقات تھے جو سب کو معلوم ہیں حضرت ام طاہر اس کے حفظ کلام کی وجہ زیادہ ہی پیار اور شفقت فرماتیں۔

ابھی نو دس سال کا ہو گا جب حفظ کر رہا تھا کہ قادیان کے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت ام طاہر کے کہنے پر یا حضرت امام ثانی نے خود ہی مستورات میں تقریر کے وقت مسعود کی تلاوت رکھوائی۔ جب حضرت صاحب جلسہ گاہ کے اندر بیرونی راستے سے تشریف لا رہے تھے تو پیچھے پیچھے ایک چھوٹا سا لڑکا بھاگا آ رہا تھا جو کہ مسعود احمد تھا۔ اس نے سٹیج پر آکر حضرت صاحب کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت کی جو اس کے اسی مخصوص طریقے اور لہجے میں تھی سب ہی بہت خوش ہوئے خصوصاً حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بعد میں حضرت امام جماعت ثانی نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جو رکوع مسعود نے پڑھا تھا وہ تم نے اسے بتایا تھا کیونکہ وہ رکوع تھا جو مصر کی ان عورتوں کے بارہ میں تھا جس میں انہوں نے حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی کی تصدیق اور برآت کی تھی۔ اور حضرت یوسفؑ کو عزیز کی بیوی نے بہکانا چاہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا اور بری کیا

تقسیم ہند کے وقت قادیان میں تو کچھ امن تھا مگر ہندوستان کے بعض علاقوں میں ہندو مسلم فساد بہت زوروں پر تھے۔ خصوصاً یوپی سی پی بہار وغیرہ کی طرف اب مجھے یہ یاد نہیں کہ کون سے علاقہ میں حضرت امام ثانی نے اپنی طرف سے حفاظت کے لئے قادیان سے وفد بھجوایا تھا جس میں مسعود احمد کو بطور ڈاکٹر ساتھ مقرر فرمایا اتنے خطرناک حالات میں بھی میرے بھائی نے حکم کی تعمیل کی۔ ابھی اس وقت اس کی شادی نہیں ہوئی تھی پھر پاکستان بننے کے بعد حضرت صاحب نے جموں و کشمیر کے محاذ کے لئے فرقان فورس کا قیام فرمایا تو پھر مسعود کو ابتدا میں ہی وفد کے ساتھ محاذ پر بھجوایا۔

مجھے اب یہ یاد نہیں کہ دونوں جگہوں پر کتنا کتنا عرصہ لگایا باقی اس کی دوسری دینی دنیوی خوبیوں کی وجہ سے بہت اچھے لہجہ اور طریقہ سے تلاوت کلام پاک کی وجہ سے آئمہ جماعت کو اس کے ساتھ خصوصی پیار و انس تھا اور خاص تعلق کی وجہ سے زیادہ پیار اور احترام تھا جس کی تفصیل طوالت چاہتی ہے سرگودھا کی جماعت میں ابتدا سے لے کر آخری دو تین سال کے جماعتی کاموں میں قربانیوں حسن سلوک بہترین تعلقات علاج کے سلسلہ میں بھی بغیر تفریق کے اپنی جماعت اور غیر از جماعت کی خدمت بجالاتے رہتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ابتداء سے ہی سرگودھا آئے تھے۔ دو تین دفعہ ابتلا بھی آئے اور بہت کڑے مگر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا رہا 1974ء میں سرگودھا جیل میں دو ماہ شدید گرمیوں میں کاٹے پھر اسی سال 12 بلاک میں اس کے کلینک اور بڑے مکان کو کار اور دیگر قیمتی مکان کو جلا کر ملبہ بنا دیا گیا۔ بڑی مشکلوں سے کسی ہمسائے کے مکان میں اتر کر گھر کے افراد نے جانیں بچائیں۔ اگلے دن سرگودھا کے معززین اور غیر از جماعت افراد نے یہ سانحہ دیکھا تو اس کے مرتکبین کو ہاتھ اٹھا کر بد دعائیں دیتے تھے۔ کیونکہ میرا پیارا بھائی سرگودھا کے علاوہ ارد گرد کے دیہات میں سب میں بہترین علاج معالجہ' حسن اخلاق بہترین سلوک اور بے شمار خوبیوں کی وجہ سے بہت قابل ستائش اور مقبول تھا کیونکہ ان باتوں میں وہ کبھی بھی تفریق نہیں رکھتا تھا۔

اللہ تعالیٰ اسے غریق رحمت کرے اور درجات بلند کرتے ہوئے اپنے قرب میں مقام عطا فرمائے۔

اتنی صفات اور خوبیوں کے مالک میرے پیارے بھائی کی دائمی جدائی کا شدید غم اور صدمہ طبعاً بھائی بہنوں کو بیوی اور اولاد کو تو تھا ہی لیکن اس موقع پر ملنے ملانے والوں بھائیوں رشتہ داروں نے بے حد ہمدردی اور اپنے غم کا اظہار کیا پھر متعدد افراد خاندان نے سرگودھا تشریف لے جا کر اور میرے پاس آکر تعزیت کی اور ہمارے غم میں شریک ہوئے۔ جو کہ مسعود کی بے حد مقبولیت کا ثبوت ہے۔

عزیزہ مکرمہ صاحبزادی امتہ الرشید بیگم دار الضیافت پہنچیں سب بہنوں سے مل کر

باقی صفحہ 6 پر

عبدالحمید چودھری- لاہور

ایک لٹے پٹے مسافر کی داستان

جون 1974ء کی بات ہے ان دنوں میں نون پاکستان لمیٹڈ بھلوال ضلع سرگودھا میں بطور مینجر ملازم تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت مجھے نون شوگر ملز جو ہماری فیکٹری سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے ایک کام کے لئے جانا پڑا۔ ان دونوں فیکٹریوں کے مالک ملک فیروز خان نون کے بیٹے ہیں نون شوگر ملز کے قریب میں نے ایک فوجی کو سڑک کے کنارے کھڑے دیکھا۔ اس کا چھوٹا سا سوٹ کیس بھی اس کے قریب رکھا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ وہ کسی بس کی انتظار میں کھڑا ہے۔ اسے شاید اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہاں سے کوئی بس نہیں گزرتی۔ اپنا کام کرنے کے بعد میں جب واپس اسی رستہ سے گزرا تو اسے وہیں کھڑا دیکھ کر میں نے اپنی کار اس کے قریب روک کر اس سے دریافت کیا کہ وہ وہاں کیسے کھڑا ہے۔ میرا شک درست نکلا۔ وہ جھنگ جانے کے لئے کسی بس کے انتظار میں تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ اس رستہ پر بسیں نہیں چلتیں۔ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت اسے کہا کہ وہ میری کار میں بیٹھ جائے میں اسے بس کے اڈہ جو وہاں سے ڈیڑھ میل دور تھا تک پہنچا دیتا ہوں۔ وہاں سے اسے سرگودھا جانے کے لئے بس مل جائے گی پھر سرگودھا سے جھنگ جانے والی بس میں سوار ہو جائے جب وہ میری کار میں سوار ہو گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آ رہا ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ فوج میں صوبیدار ہے اور آزاد کشمیر کے کسی علاقہ میں متعین ہے۔ وہ چھٹی پر اپنے گھر جو جھنگ کے قریب ایک گاؤں میں ہے جا رہا ہے۔ بس میں سفر کے دوران کسی نے اس کی جیب کاٹ لی ہے اس طرح وہ اپنی تین ماہ کی تنخواہ جو اس کی جیب میں تھی سے محروم کر دیا گیا ہے اب اس کے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ پہلے وہ سادہ کپڑوں میں سفر کر رہا تھا۔ لیکن جیب کٹنے کے بعد اس نے اس خیال سے اپنی فوجی وردی پہن لی ہے کہ سفر کے دوران بس کنڈکٹر اس کی روائیداد سن کر شائد اس سے کرایہ طلب نہ کرے۔ صوبیدار صاحب کی یہ بات سن کر مجھے ان سے ہمدردی پیدا ہو گئی ایک تو انسانیت کے ناطے سے اور دوسری اس وجہ سے کہ وہ میرا ہم وطن تھا (میرا آبائی وطن جھنگ شہر ہے) جب وہ اپنی کہانی سنا رہا تھا تو میں نے اس امر کا فیصلہ کر لیا تھا کہ بجائے بس اڈہ پر لے جانے کے میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا اسے دوپہر کا کھانا کھلانے کے بعد بس پر سوار کراؤں گا۔ اتنی دیر میں میں اپنی کوٹھی جو ہماری فیکٹری سے ملحقہ تھی پہنچ گیا۔ اس کا ہاتھ منہ دھلوانے کے بعد میں نے انہیں کھانا پیش کیا۔ کھانا کے دوران اس نے مجھ سے پوچھا کہ "آجکل مرزائیوں کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے" میں نے اسے بتایا کہ میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور یہ بھی بتایا کہ ہم مرزائی کا لفظ پسند نہیں کرتے ہماری جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے اور ہم احمدی کہلاتے ہیں۔ میری یہ بات سن کر وہ قدرے شرمندہ ہوا اور اس نے معذرت کر لی۔ اس کے بعد میں نے اسے جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں بتایا۔ اس نے کچھ وضاحتیں پوچھیں جن کا میں نے اپنی طرف سے اسے تسلی بخش جواب دیا۔ چونکہ اس نے ایک لمبا سفر کرنا تھا اس لئے میں نے اسے کہا کہ وہ اپنی فوجی وردی اتار کر دوسرے کپڑے پہن لے تا اس کا سفر آرام دہ گزرے۔ اس کے بعد میں نے اسے سرگودھا جانے والی بس پر سوار کرایا اور سفر کے لئے مبلغ پچاس روپے دیئے۔ ان دنوں بھلوال سرگودھا بس کا کرایہ غالباً تین یا چار روپے تھا۔ وہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی منزل کی جانب چلا گیا۔

اس واقعہ کے قریباً دو ہفتوں بعد ایک دن وہی صوبیدار صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ میرے دفتر میں آئے۔ ان کی بیگم کو میں نے اپنی کوٹھی پر بھجوا دیا اور ان کی خیر خیرت پوچھنے کے بعد ان سے دریافت کیا کہ وہ کیسے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اپنے گھر پہنچ کر اپنی بیوی اور گھر کے دیگر افراد کو سفر کے دوران جو کچھ ان کے ساتھ ہوا تھا کی تفصیل سنانے کے بعد میرے بارے میں بھی بتایا اور احمدیت کے بارے میں بھی بتایا۔ اس کی بیوی گاؤں کے بچوں کو کلام الٰہی پڑھاتی ہے۔ اس نے بتایا کہ چند دنوں سے اسے خواب میں ایک آواز سنائی دیتی ہے جو اس کے خیال میں کلام الٰہی کی کوئی آیت ہے۔ جب اس نے مجھے وہ سنائی تو میں نے انہیں بتایا کہ یقیناً یہ کلام الٰہی ہے اور اس کے معنی ہیں "ہم انہیں "عذاب" کا مزہ چکھا دیں گے" جب چند مرتبہ یہی آواز اس کی بیوی نے سنی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ مجھے ملیں۔ اس لئے وہ بھلوال آئے ہیں۔ کچھ دیر بعد اس نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا کہ میں نے سفر کے دوران لوگوں کا سلوک دیکھا ہے اور آپ (یعنی میرا) کا رویہ بھی دیکھا جس میں عزت اور پیار تھا اسی لئے میری بیوی اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ بہت کٹھن راہ آپ خود ہی دیکھ رہے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میں نے مزید کہا کہ آپ جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کریں مزید تحقیق کر لیں۔ لیکن وہ بضد رہے کہ انہیں کسی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ بالاخر انہوں نے میری اس بات سے اتفاق کیا کہ وہ جھنگ واپس جا کر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سے رابطہ کریں اور پھر جو فیصلہ کرنا ہو وہ کریں۔

میرے ہاں ایک رات قیام کرنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ واپس جانے سے پہلے انہوں نے 50 روپے واپس کرنے پر اصرار کیا لیکن میں نے وہ رقم واپس نہ لی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ڈاکٹر کی واپسی

(نائیجیریا سے)

اخبار ٹروتھ جو نائیجیریا میں 1951ء میں شروع کیا گیا تھا اس کی دو کاپیاں نمبر 12 اور 13 برائے سال 1996ء ہمیں ملی ہیں۔ نمبر 13 میں ڈاکٹر عامر محمود صاحب کی پاکستان واپسی کے موقعہ پر جو تقریب منعقد کی گئی اس کی رپورٹ شائع کی گئی ہے۔

مکرم امیر صاحب احمدیہ جماعت نائیجیریا مکرم (انجینئر) حسین او۔یکامی سومونو نے ڈاکٹر عامر محمود کو اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ انہیں احمدی اور غیر از جماعت دوست کسی صورت بھی بھول نہیں سکیں گے۔ وہ انہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے اور جو خدمات انہوں نے یہاں انجام دی ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کریں گے۔

یہ یقین دہانی اس تقریب کے موقعہ پر کی گئی جو جماعت نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی واپسی کے موقعہ پر منعقد کی تھی۔ یہ تقریب احمدیہ ہسپتال اوجوکورو کے احاطہ میں منعقد کی گئی۔ جماعت کے مختلف حلقوں سے بلکہ مختلف شہروں سے دوست تشریف لائے۔ اور ان کے ساتھ ہسپتال کے سٹاف اور نصرت جہاں بورڈ کے اراکین کے علاوہ اوجوکورو کی مقامی جماعت نے بھی شرکت کی۔

مکرم امیر صاحب نے ڈاکٹر عامر محمود صاحب کے حوصلے اور ہمت اور وقف کی روح کو بڑی داد و تحسین سے دیکھتے ہوئے ان کے متعلق بہت اچھی باتیں کیں۔ اور کہا کہ میں سب دوستوں سے اس نمونے کو اپنانے کی اپیل کروں گا اور یہ بھی چاہوں گا کہ سب لوگ مکرم ڈاکٹر صاحب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکرم اے۔ آئی۔ یوسف نے ٹوسٹ پیش کیا اور کہا کہ ڈاکٹر محمود صاحب بچپن ہی سے خدمت خلق کا مظاہرہ کرتے آئے ہیں۔ ان کے لئے انسانیت کی خدمت ایک بہت عظیم کام ہے۔ متعدد دوستوں نے اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب کی خدمات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا جا سکتا ہے کہ ان پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے۔ ان میں ڈاکٹر اوموپیلے جن کا تعلق نصرت جہاں بورڈ سے ہے۔ نائب امیر مکرم احمد الحسن اور جامعہ احمدیہ الارو کے پرنسپل ایس۔ اے۔ منیر اور اسی طرح ایڈیشنل جنرل سیکرٹری احمدیہ جماعت نائیجیریا برادر اے۔ ڈبلیو۔ اے۔ آئنہ۔ مولوی اے۔ ایل۔ الوری' حافظ اے۔ جی۔ شوبامبی اور مربی انچارج مولوی مظفر احمد صاحب شامل تھے۔

مربی انچارج نے مکرم ڈاکٹر صاحب کے خاندانی پس منظر کا ذکر کیا خاص طور پر ان کے والدین کا اور حاضرین سے اپیل کی کہ وہ بھی اسی طرح اپنے بچوں کو وقف کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ جملہ باتیں جو ڈاکٹر صاحب کے متعلق کہی گئی تھیں مکرم ڈاکٹر صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ خاص طور پر نائیجیریا کی جماعت کا اور نائیجیریا کے امیر صاحب کا۔ کیونکہ ان سب کے تعاون سے ہی صحیح طور پر خدمت خلق بجا لاسکے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنے والدین کی ان دعاؤں کا بھی ذکر کیا جو روانگی کے وقت ان کے لئے کی گئی تھیں اور کہا کہ ان دعاؤں نے بھی ان کا بہت ساتھ دیا۔ انہوں نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

یاد رہے کہ ڈاکٹر عامر محمود صاحب نائیجیریا میں 1993ء میں خدمت خلق کے لئے تشریف لے گئے تھے اور اس وقت سے لے کر واپسی کے دن تک آپ نے احمدیہ ہسپتال اپاپا میں بغیر تمیز مذہب و ملت سب کی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے عظیم عطا کرے۔

یہ رپورٹ اخبار ٹروتھ کے 25۔ اکتوبر 1996ء کے شمارے میں نامہ نگار توحید شوبوڈے کی طرف سے شائع ہوئی۔ (ن۔س)

ہماری تاریخ

تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم میں لکھا ہے:۔

حضرت امام جماعت الثالث کی صحت 1974ء میں بہت کمزور ہو گئی تھی۔ حضرت صاحب 5۔اگست 1975ء کو انگلستان برائے علاج تشریف لے گئے۔ وہاں طبی معائنہ اور علاج کے بعد آپ نے 27 ستمبر کو سویڈن میں پہلی "بیت الحمد" کا سنگ بنیاد رکھا۔ حسب پروگرام حضرت امام جماعت الثالث اور حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ اسی روز گیارہ بجے دوپہر موٹر کاروں کے ذریعے ہوٹل سیکنڈے نیویا سے روانہ ہو کر گیارہ بج کر دس منٹ پر اس جگہ تشریف لائے۔ جہاں بیت الحمد تعمیر ہونی تھی۔ حضرت صاحب کے وہاں پہنچنے پر مکرم کمال یوسف صاحب امام بیت نصرت جہاں کوپن ہیگن اور مکرم منیرالدین احمد صاحب مربی گوٹن برگ نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔

آپ جب ان کی معیت میں اس جگہ تشریف لائے جہاں آپ نے سنگ بنیاد نصب فرمانا تھا تو احباب جماعت نے جو سینکڑوں کی تعداد میں وہاں جمع تھے (مختلف نعرے) لگا کر آپ کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت صاحب اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ جب احباب جماعت اور نو احمدی بہنوں کے درمیان اس جگہ آ کر کھڑے ہوئے جہاں آپ نے سنگ بنیاد نصب فرمانا تھا تو مکرم نصیر الحق صاحب ابن مولوی نور الحق صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی تلاوت کے بعد مکرم سید کمال یوسف صاحب مربی سویڈن نے بیت مبارک قادیان کی اینٹ کا ایک نصف حصہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ جس پر حضرت امام جماعت الثانی اور حضرت امام جماعت الثالث نے دعا کی ہوئی تھی۔

باقی کالم 4 پر

چوہدری خالد سیف اللہ خان' نمائندہ الفضل انٹرنیشنل- آسٹریلیا

مکتوب آسٹریلیا

آپ چائے پیئیں گے یا کافی؟

بظاہر تو اس پیشکش کا جواب بڑا سیدھا سادہ ہے دونوں میں سے کوئی بھی ہو ٹھیک ہے۔ لیکن سنتے ہیں اٹھارویں صدی میں اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے سویڈن کے شاہ گستاف سوئم نے کئی سال لگا دیئے تھے۔ بادشاہ نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ صحت کے لئے چائے اچھی ہے یا کافی دو جڑواں بھائیوں پر تجربہ کیا جن کو قتل کے جرم میں سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ دونوں کی سزائے موت اس شرط پر عمر قید میں تبدیل کی جاتی ہے کہ ان میں سے ایک چائے کا اور دوسرا کافی کا جگ دن میں تین بار روزانہ عمر بھر پیئے گا۔ اتفاق سے چائے پینے والا بھائی پہلے مر گیا۔ (اس نے 83 سال عمر پائی تھی) اور کافی پینے والا زندہ رہا۔ چنانچہ بادشاہ نے تب سے کافی پینی شروع کر دی اور وہ رواج پا گئی۔ لیکن شاید کافی پینے کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ خود 1792ء میں صرف 45 سال کی عمر میں چل بسا۔ لہذا یہ سوال تشنہ جواب ہی رہا کہ لمبی عمر کے لئے چائے مفید ہے یا کافی۔

حال ہی میں برطانیہ کے سائنسدانوں نے کافی پینے کے نتائج پر تحقیق کی ہے اور آسٹریلیا کے سائنسدانوں نے چائے کے اثرات پر۔ دونوں کے نتائج جو اخباروں میں چھپے ہیں دلچسپ ہیں۔ کافی کے بارہ میں ثابت ہوا ہے کہ یہ دل کی شریانوں کو سکیڑتی ہے۔ بلڈ پریشر بڑھاتی ہے اور دل کے حملہ کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے کافی زیادہ پینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس کے بالمقابل آسٹریلیا کے سائنسدان کہتے ہیں کہ سیاہ یا سبز چائے میں ایک ایسا جزو پایا جاتا ہے جسے پالی فینولز (Polyphenols) کہتے ہیں اور یہ پھلوں کے وٹامن سی' کئی غذاؤں' آٹے کے چھان بورے (وٹامن ای) اور ریڈ وائن میں پایا جاتا ہے۔ یہ جزو جسم میں عمل تکسید کو روکتا ہے یعنی ANTIOXIDANT ہے جس سے جسم کے توڑ پھوڑ' بڑھاپے اور جھریوں وغیرہ پڑنے کا عمل ست پڑ جاتا ہے۔ چائے میں یہ جزو پھلوں کے رس سے پندرہ گنا زیادہ ہوتا ہے اور یہ دل کی بیماریوں اور کینسر کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کے لحاظ سے مفید ہے۔ گویا چائے کے اثرات اس لحاظ سے کافی الٹ ہیں۔

جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ جسم کی تعمیر بھی کرتی ہے اور اس مشین کو چلانے کے لئے ایندھن کا کام بھی کرتی ہے لیکن ہر ایندھن کی طرح اس کو بھی جلنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمارا سانس مہیا کرتا ہے۔ یہ ایک کیمیائی عمل ہے جو Oxidation کہلاتا ہے اور یہ جسم کے ایسے مالیکیولز جو Free Radicals کہلاتے ہیں جب آکسیجن کے ساتھ ملتے ہیں تو پیدا ہوتا ہے۔ یہ عمل لوہے کو زنگ لگنے کے مشابہہ ہے اور جسم کو تحلیل کر کے بڑھاپے کی طرف دھکیل رہا ہوتا ہے۔ جسم کی ضرورت سے زائد جتنی غذا زیادہ کھائی جائے گی Free Radicals تعداد میں اتنے ہی زیادہ ہوں گے اور پھر بجائے اس کے کہ بدن غذا کو کھائے' غذا بدن کو کھانا شروع کر دیتی ہے۔ حدیث میں بھوک رکھ کر کھانے کا جو ارشاد ملتا ہے اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے۔ اس عمل کو ست کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض Antioxidant ہماری غذاؤں میں رکھ دیئے ہیں (مثلاً وٹامنز سی' ای' وغیرہ)۔

بہرحال وہی غذا اور سانس جو ایک وقت میں جسم کی تعمیر کرتے ہیں وہی دوسرے وقت میں جسم کی تخریب کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ شاید اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے غالب نے کہا تھا۔ ؎

میری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی

خلاصہ کلام یہ کہ "آپ چائے پیئیں گے یا کافی؟" کی پیشکش کا مناسب جواب یہی لگتا ہے کہ چائے ہی کافی ہے۔ لہذا وہی چلے گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 15۔نومبر تا 21۔نومبر 96ء)

بقیہ کالم 2

یہ اینٹ لنڈن کے عزیز دین صاحب نے قادیان میں حاصل کر کے اور حضرت امام جماعت الثانی سے اس پر دعا کروا کے اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی تھی بعد ازاں انہوں نے یہ اینٹ حضرت امام جماعت الثالث کی خدمت میں پیش کی تھی اور آپ نے اس پر دعا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اسے سید کمال یوسف صاحب کو دے دیا جائے اور جب نصرت جہاں کوپن ہیگن میں مینارہ کی تعمیر عمل میں آئے تو اس کی بنیاد میں یہ اینٹ نصب کی جائے۔ تب سے یہ اینٹ مکرم کمال یوسف صاحب کی تحویل میں تھی۔ انہوں نے حضرت صاحب کی اجازت سے اس تاریخی اینٹ کا نصف حصہ اس وقت بیت گوٹن برگ کی بنیاد میں نصب فرمانے کے لئے پیش کیا۔ حضرت صاحب نے یہ اینٹ ہاتھ میں لینے کے بعد.... دعا بلند آواز سے پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے اس مبارک اینٹ کو بنیاد میں نصب فرمایا۔ حضرت صاحب کے بنیادی اینٹ نصب فرمانے کے بعد ایک اینٹ حضرت بیگم صاحبہ نے بھی نصب فرمائی۔ آپ کے علاوہ بہت سے احباب نے اینٹیں نصب کیں۔ جن میں مندرجہ ذیل خواتین کو بھی اینٹیں رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مبارکہ صاحبہ اہلیہ جناب عبدالسلام صاحب میڈسن نمائندہ لجنہ اماء اللہ ڈنمارک۔

نادرہ صاحبہ اہلیہ جناب عزت رولووچ آف یوگوسلاویہ صدر لجنہ گوٹن برگ۔

مسز طیبہ الٰہی صاحبہ آف ڈنمارک صدر لجنہ اماء اللہ کوپن ہیگن۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

بنگلہ دیش اپوزیشن سابق اپوزیشن کے نقش قدم پر

بنگلہ دیش میں موجودہ حکمران عوامی لیگ نے اقتدار سنبھالنے سے قبل قریباً دو سال تک ملک میں جو شورش برپا کئے رکھی اس کے نتیجہ میں وہ اقتدار حاصل کرنے میں تو کامیاب ہو گئی۔ مگر اب موجودہ اپوزیشن یعنی سابق حکمران پارٹی کی سربراہ بیگم خالدہ ضیاء نے سابق اپوزیشن کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا ہے۔ اور حکومت ہٹاؤ تحریک کے تحت ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے شروع کر دیئے ہیں۔

بنگلہ دیش کی سابق وزیراعظم اور موجودہ قائد حزب اختلاف مسز خالدہ ضیاء کی بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی نے عوامی لیگ حکومت کو اقتدار سے محروم کرنے کے لئے ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ خالدہ ضیاء نے الزام لگایا ہے کہ ان کی پارٹی کے 20 ہزار سے زیادہ کارکنوں کو گزشتہ 5 ماہ کے عرصے میں گرفتار کیا جا چکا ہے۔

ادھر بنگلہ دیش کی حکومت نے سابق وزیراعظم کے خلاف ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کے الزام میں ایک مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق یہ مقدمہ خالدہ ضیاء کی ایک تقریر پر قائم کیا گیا ہے جو انہوں نے چند روز قبل ایک جلسہ عام میں کی تھی اس تقریر میں مسز خالدہ ضیاء نے جو کچھ کہا اسے فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حکومت کے ان اقدامات پر تنقید کی جو وہ شیخ مجیب الرحمٰن کو بابائے قوم قرار دینے کے لئے کر رہی ہے۔ انہوں نے وزیراعظم مسز حسینہ واجد پر الزام لگایا کہ وہ بھارت کے ہاتھ بک گئی ہیں اور بنگلہ دیش کو بھارت کی ریاست بنانا چاہتی ہیں۔

OOO

ایران بمقابلہ جرمنی

ایران کے وزیر خارجہ مسٹر علی اکبر ولایتی نے کہا ہے کہ اگر جرمنی نے ایران کی مبینہ دہشت گردی کے الزامات واپس نہ لئے تو ایران جرمنی کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گا۔ اطلاعات کے مطابق ایران کے امور خارجہ کے متعلق 270۔ ارکان میں سے 200 نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ جرمنی کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرے۔

جرمنی کی طرف سے ایران پر دہشت گردی کے الزامات عائد کئے جانے کے خلاف گزشتہ روز تہران میں ہزاروں افراد نے جرمن سفارت خانے کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔

OOO

برما میں منشیات کا شہنشاہ

برما ان ملکوں میں سے ہے جن پر منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہونے کے الزامات عائد کئے جاتے رہتے ہیں۔ اور عالمی برادری برما کے اس کردار کو ہدف تنقید بناتی رہتی ہے۔

خبر ملی ہے کہ برما کے منشیات کے سمگلروں کے بادشاہ کھون سا نے اگرچہ پچھلے سال برما کے فوجی حکمرانوں کے سامنے اپنے ہزاروں مسلح افراد کے ساتھ ہتھیار ڈال دیئے تھے اور برما کے فوجی حکمرانوں سے صلح کر لی تھی۔ تاہم اس کے ہتھیار ڈالنے کے بعد جو اندازہ تھا کہ برما میں افیون اور ہیروئن کی کاشت اور تیاری میں کمی واقع ہو جائے گی۔ یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے۔ معروف انگریزی جرید سے فار ایسٹرن اکنامک ریویو کے مطابق کھون سا نے اگرچہ ہیروئن سازی کی بڑی بڑی فیکٹریاں بند کر دی ہیں تاہم اب اس نے ان کی جگہ پر لاتعداد چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں قائم کر دی ہیں۔

امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ کے مطابق اس سال برما میں 2560 ٹن افیون پیدا ہوئی ہے جو گزشتہ سال سے 9 فیصد زیادہ ہے۔ برما کا منشیات کا سمگلر کھون سا افیون اور ہیروئن برما کے ہمسایہ ممالک خاص طور پر چین اور تھائی لینڈ میں سمگل کر رہا ہے۔ چین میں ہیروئن کی کھپت بہت زیادہ ہے اور ایک اندازے کے مطابق چین میں 5 لاکھ افراد ہیروئن کے عادی ہیں جن میں 70 فیصد تعداد نوجوانوں کی ہے۔ تھائی لینڈ میں بھی ہیروئن کی کھپت کی وجہ سے ملک میں ہیروئن کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔

بتایا گیا ہے کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد منشیات کے سمگلر کھون سا نے برما کے فوجی حکمرانوں کے قریبی تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ اور برما کی فوج اس کی کارروائی پر پردے ڈال رہی ہے۔

OOO

بھارتی فوج کی حالت

بھارت کی فوج ملک بھر میں علیحدگی پسندوں اور آزادی پسندوں کے خلاف بڑے پیمانے پر مصروف کار رہتی ہے۔ صرف کشمیر میں چھ لاکھ سے زیادہ بھارتی فوجی تعینات ہیں۔ اس کے علاوہ آسام تری پورہ مشرقی پنجاب اور دیگر صوبوں میں بھی بھارتی فوج ایسی ہی کارروائیوں میں مصروف رہتی ہے۔ اس صورت حال میں بھارتی فوج کی کیفیت کیا ہو چکی ہے اس کا اندازہ بھارت کی فوج کی چیف آف سٹاف کمیٹی میں ڈیفنس پلاننگ کے بانی رکن اور ممتاز عسکری ماہر جنرل اشوک مہتہ کے اس بیان سے کیا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ تربیت کے فقدان کی فوجہ سے بھارتی فوج کی تیاریاں بری طرح متاثر ہو رہی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب بھارتی فوجی دشمن کا مقابلہ کرنے کے اہل نہیں رہے۔ انہوں نے اس امر کی نشاندہی ایک بھارتی ہفت روزہ "سنڈے" میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں کی ہے۔ میجر جنرل اشوک مہتا نے بھارتی افواج کی جانب سے جدید اور مہلک ہتھیاروں کے حصول کی حریصانہ خواہش کی نشاندھی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب افواج میں ہتھیاروں اور قوت میں اضافہ کرنے والے عوامل کی طرف توجہ مرکوز کی جا رہی ہے۔ جبکہ تربیت اور جذبہ جو جنگ میں کامیابی کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

جنرل مہتا نے ملک کی مختلف فساد زدہ ریاستوں خصوصاً کشمیر میں فوج کی تعیناتی کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ فوج ایسے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار کمانڈروں اور سٹاف افسروں کی تربیت اور تیاری میں ناکام ہو گئی ہے جو حکومت ریاستی حکام اور دیگر اداروں کو ملک کی اندرونی سلامتی کو درپیش خطرات سے نبٹنے کے سلسلے میں مناسب اور مفید مشورے دے سکیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بھارتی فوج کو براہ راست کارروائیوں میں حصہ لینا پڑ رہا ہے۔

جنرل اشوک مہتا نے اپنے مضمون میں تجویز کیا ہے کہ بھارتی فوج کو از سر نو تشکیل دیا جائے اور مسلح افواج کی تربیت کے لئے نیا انداز فکر اختیار کیا جائے۔ انہوں نے بھارت کے دفاعی حلقوں میں پائے جانے والے اس نکتہ نظر سے بھی اتفاق کیا ہے کہ ایک طویل عرصے سے مختلف تحریکوں کو دبانے کے لئے فوجی کارروائیوں میں فوج کے ملوث ہونے کے نتیجہ میں بھارتی سپاہیوں کے مورال ڈسپلن اور پیشہ وارنہ تیاریوں پر انتہائی منفی اور مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

OOO

بقیہ صفحہ 3

باللہ ہنستا ہے۔ کہ کیا خوب گلا گھونٹا گیا۔ اسی طرح جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں دردزہ کی شدت سے کراہ رہی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہنس رہا ہوتا ہے۔ پھر کئی لوگ ایسے ہیں جو گو منہ سے تو یہ نہ کہتے ہوں لیکن ان کے اعمال کے پس پشت یہ خیال ضرور ہوتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور پھر خیال کر لیتے ہیں کہ یونہی آ گئے ہیں۔ جو لوگ اپنی زندگیوں کا روحانی مقصد نہیں سمجھتے ان پر اگر جرح کر کے دیکھو تو ان کا یہی عقیدہ نکلے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ کھیل رہا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تعالیٰ اللہ تعالیٰ بہت بلند شان والا ہے۔ اس نے دنیا کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی چار صفات تھیں جنہوں نے دنیا کی پیدائش کا تقاضا کیا۔ وہ صفات اپنا ظہور چاہتی تھیں اور ان صفات کے ظہور کے لئے ہی اس نے دنیا کو پیدا کیا۔

امداد مستحق مریضان

O مستحق مریضوں (جو علاج معالجہ کی طاقت نہیں رکھتے) پر کثیر اخراجات ہو رہے ہیں۔ بیشتر اخراجات صدر انجمن احمدیہ کرتی ہے تاہم مخیر حضرات کے عطیات بھی کافی حد تک مد ہوتے ہیں لہٰذا مخیر احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر محدود وسائل والے مریضوں کی مدد کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

وقف جدید

- O عشرہ وصولی چندہ وقف جدید 29۔ نومبر تا 8۔ دسمبر 96ء منایا جا رہا ہے۔
- O کیا آپ نے چندہ وقف جدید استطاعت کے مطابق ادا کیا ہے۔
- O کیا آپ کے چندہ وقف جدید کی ادائیگی گزشتہ سال سے زائد ہے۔
- O وقف جدید کا مالی سال 31۔ دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔
- O کیا آپ اور آپ کے گھر کے تمام افراد چندہ وقف جدید ادا کر چکے ہیں۔
- O کیا چندہ وقف جدید میں آپ کے تمام اہل خانہ شامل ہیں۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

بقیہ صفحہ 4

افسوس کیا پھر مجھ سے بچشم نم مل کر کہنے لگیں کہ مسعود تو میرا اپنا بھائی تھا یعنی حضرت پھوپھی جان ام طاہر کی وجہ سے۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت امام پیارے آقا کا پر شفقت دعاؤں سے معمور تعزیت نامہ ہے۔ جو فخر کے ساتھ پیش کرتی ہوں حضرت صاحب نے مسعود کی بیوی بچوں کو اور سب بہنوں کو الگ الگ خط ارسال فرمائے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہی اس خلوص اور ہمدردی کے اظہار پر بہترین اجر اور جزائے خیر دے۔

سرگودھا شہر کے اخباروں میں بھی مسعود کی وفات کی خبر آئی۔ ایک اخبار نے سرگودھا کا سینئر ڈاکٹر لکھا پھر تعزیت کے لئے آنے والوں میں بے شمار غیر از جماعت تھے اور بہت سے لوگ جنازہ کے ساتھ گئے اور وہاں ٹھہرے رہے۔ ربوہ روانگی کے بعد واپس گئے۔

خط میں حضرت صاحب کے جذبات اور دعائیں

پیارے مکرم حافظ مسعود احمد کی وفات کا بہت افسوس ہوا اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے (۔) نافع الناس وجود تھے خدمت خلق کا جذبہ بھی گہرا تھا اور خدمت دین کا بھی شوق تھا۔ انتہائی مخلص اور جماعت کے کام کرنے والے وجود تھے کلام پاک کی تلاوت تو جان ڈال کر کرتے تھے بہت سرور آتا تھا بہت اچھی طبیعت پائی تھی دل کی گہرائیوں سے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہوں آپ سے دلی تعزیت اور ہمدردی کے جذبات پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا کرے اور سرگودھا جماعت کو نعم البدل عطا کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 1

تھے۔ مسٹر شہزاد احمد بھی تشریف لائے تھے جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

دارالذکر میں جنازہ تہہ خانے میں رکھا گیا جہاں احباب لاہور اور اطراف کے قریباً چھ ہزار احباب نے محترم ڈاکٹر سلام صاحب کا آخری دیدار کیا۔ یہ سلسلہ ظہر تک جاری رہا۔ ظہر کے بعد محترم امیر صاحب لاہور نے جنازہ پڑھایا۔ جس میں بہت سے غیر از جماعت بھی شریک ہوئے۔ اور پونے تین بجے 25-30 گاڑیوں پر مشتمل قافلہ بذریعہ موٹر وے ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ قافلہ شیخوپورہ سے موٹر وے سے اور طالب والا پل کے قریب سرگودھا روڈ پر آ گیا۔ اور پھر سیال موڑ، احمد نگر سے ہوتا ربوہ پہنچا۔ لاہور کے کمشنر، SSP، ایس پی ایڈمنسٹریشن اور ایس پی ڈسپلن نے رابطہ رکھا۔

لاہور ائرپورٹ پر جو ایک اہم شخصیت جنازہ کے استقبال کے لئے موجود تھی وہ محترم منیر احمد خان صاحب سابق چیئرمین پاکستان اٹامک انرجی کمیشن تھے۔ جو دارالذکر بھی تشریف لائے۔

لندن سے جنازہ کے ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ یعنی دونوں اہلیہ صاحبہ، پہلی اہلیہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ سے ایک بیٹا محترم احمد سلام اور تین بیٹیاں اور دو داماد مکرم شہاب الدین سعدی صاحب اور وجیہ باجوہ صاحب اور اہلیہ ثانی اطالوی نژاد محترمہ مسز لوئس جانسن صاحبہ اور ان سے ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے محترم عمر سلام اور صاحبزادی عزیزہ سعیدہ سلام بھی آئی تھیں۔ دیگر عزیز رشتہ داروں کی تعداد جو لندن سے آئے 18 تھی جبکہ تین افراد امریکہ سے سیدھے لاہور پہنچے۔

لاہور سے جنازہ کے قافلہ کے ساتھ پولیس کی تین اسکارٹ Escort گاڑیاں تھیں ایک آگے ایک درمیان میں اور ایک پیچھے ایک مستقل مسلسل ساتھ رہی جبکہ دیگر اسکارٹ گاڑیاں ہر ضلع کی حدود پر بدل جاتی تھیں۔ چنیوٹ کے اے سی یہاں سے ساتھ شامل ہوئے اور ربوہ داخلے کے وقت اے سی صاحب کی گاڑی سب سے آگے تھی۔

پنڈی بھٹیاں پہنچ کر ربوہ سے گئی ہوئی گاڑیوں نے قافلے کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور جب یہ قافلہ ربوہ پہنچا تو جنازے کی گاڑی کے آگے سات گاڑیاں تھیں جن میں ایک پولیس وین تھی جس کے اوپر لگی لائٹ مسلسل جل بجھ رہی تھی۔ ایک کھلی جیپ تھی جس میں کئی ویڈیو بنانے والے اور فوٹوگرافر سوار تھے ایک کار کی چھت میں سے بھی ایک ویڈیو بنانے والے کیمرہ باہر نکالے ویڈیو بنانے میں مصروف تھے۔

ربوہ آمد جنازہ کا جلوس شام سات بجے ربوہ پہنچا۔ احمد نگر کی سمت سے آنے والا یہ قافلہ بیت المبارک کی بالکل سامنے والی سڑک پر مڑا۔ جہاں لجنہ اماء اللہ کے دفتر کے قریب چوک سے اہل ربوہ کی بڑی بھاری تعداد دونوں اطراف کھڑی اپنے ہیرو کے استقبال کے لئے چشم براہ تھی ان میں سے کئی لوگ شام پانچ بجے سے کھڑے تھے۔ جنازہ دارالضیافت کے غربی گیٹ پر پہنچا جہاں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید، محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان، محترم میر محمود احمد صاحب، محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، محترم کرنل ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ نے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے جسد خاکی کا خیر مقدم کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کا جسد خاکی ایمبولینس میں تھا سرگودھا روڈ سے مڑنے والی سڑک سے لے کر دارالضیافت کے گیٹ تک خصوصی روشنی کا انتظام کیا گیا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف خدمت خلق کے مستعد رضاکار ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ایک انسانی دیوار بنائے کھڑے تھے تاکہ نظم و ضبط قائم رکھا جاسکے۔

دارالضیافت کے اندر سات بج کر دس منٹ پر تابوت کو گاڑی سے نکال کر میتوں کے لئے مخصوص کمرے میں رکھا گیا جس میں دو ائر کنڈیشنر چل رہے تھے۔ دو منٹ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ تشریف لائے اور محترم ڈاکٹر صاحب کا آخری دیدار کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا جسد خاکی لکڑی کے ایک چوڑے تابوت میں بند تھا جس میں چہرے کے مقام پر ایک شیشہ لگا ہوا تھا جس میں سے ڈاکٹر عبدالسلام کا چہرہ نظر آرہا تھا جو وفات کے قریباً 72 گھنٹے کے بعد بھی گلاب کے پھول کی طرح تر و تازہ تھا۔ لگتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب چند لمحے پہلے آرام کی نیند سوئے ہیں۔

دارالضیافت میں جسد خاکی کی آمد کے بعد پہلے ویڈیو اور فوٹوگرافروں نے تصاویر بنائیں جس کے بعد عام احباب کو چہرے کا آخری دیدار کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ یہ سلسلہ کم و بیش اڑھائی گھنٹے تک جاری رہا۔ ایک اندازے کے مطابق ربوہ اور اطراف کے 5- ہزار افراد نے محترم ڈاکٹر صاحب کا آخری دیدار کیا۔ آخری دیدار کرنے والوں کی قطار دارالضیافت کے باہر سے نکل کر گھومتی ہوئی انصار اللہ پاکستان کے گیٹ تک پہنچ گئی تھی۔ جملہ اہل ربوہ بڑے صبر و سکون کے ساتھ اپنی باری کا انتظار کرتے رہے۔

ربوہ میں انتظامات محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات کی خبر سن کر محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے ایک میٹنگ طلب کی اور جنازہ و تدفین کے جملہ انتظامات طے کئے گئے۔

مقامی سرکاری انتظامیہ نے ربوہ شہر کی صفائی اور ستھرائی میں اہم کردار ادا کیا۔ بلدیہ ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں نے تمام سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا۔ وقار عمل کے ذریعے راستوں اور احاطہ لجنہ کو ہموار کیا بلدیہ ربوہ کے خاکروب اور ٹریکٹر ٹرالی مصروف کار رہے۔ A.C چنیوٹ اور ڈی ایس پی صاحب خود ربوہ کا چکر لگا کر انتظامات کا جائزہ لیتے رہے۔ سیکیورٹی کے لئے بھی پولیس کی معقول تعداد تعینات تھی۔ اس کے علاوہ چنیوٹ کے پل پر بھی پولیس متعین تھی تاکہ جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والوں کو دقت نہ ہو۔ صدر عمومی کی طرف سے اہل ربوہ کو سارے پروگراموں کی بروقت اطلاع پہنچائی جاتی رہی۔ جو بیوت میں پڑھ کر سنائی جاتی رہی۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے برادران مکرم عبدالوہاب صاحب مکرم عبدالسمیع صاحب مکرم عبدالحمید صاحب اور مکرم عبدالقادر صاحب پاکستان سے اور مکرم عبدالماجد صاحب اور مکرم عبدالرشید صاحب لندن سے آئے تھے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب کی واحد ہمشیرہ صاحبہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک بشیر احمد صاحب کراچی سے آئی تھیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے بھائی بہنوں میں سب سے بڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے درجات اپنے فضل و کرم سے بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

اطلاعات و اعلانات

نکاح

○ مکرم چوہدری عبدالشکور خان صاحب مقیم جرمنی ابن مکرم چوہدری عبدالکریم خان صاحب کاٹھ گڑھی کا نکاح ہمراہ عزیزہ قدسیہ فردوس بنت مکرم ملک شمس الاسلام صاحب گلگشت کالونی ملتان مورخہ 96-11-12 کو ملتان میں ان کے بھائی مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ رشتہ مبارک فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم ڈاکٹر محمود ظفر مونگا رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور ولد سراج دین مونگا عمر 27 سال پیدائشی احمدی اچانک ایک حادثہ کے نتیجہ میں سولہ نومبر 1996ء کو وفات پا گئے۔ ان کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم چوہدری شیر علی ساہی صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 32 جنوبی مورخہ 96-10-29 کو بعد از عصر اپنے ڈیرے پر زمینوں کا چکر لگاتے ہوئے دل کا شدید دورہ پڑنے سے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

مورخہ 96-10-30 کو مکرم میاں عبدالسمیع نون صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر مکرم میاں عبدالسمیع نون صاحب نے ہی دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

اعلان داخلہ

○ انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ مینیجمنٹ اکاؤنٹنٹس آف پاکستان نے اپنے پروگرام میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ تعلیمی قابلیت میں امیدوار کا کم از کم گریجوایٹ ہونا لازمی ہے۔ داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوگا۔ یہ ٹیسٹ کراچی۔ لاہور۔ اسلام آباد۔ پشاور۔ کوئٹہ۔ فیصل آباد۔ ملتان اور میرپور (آزاد کشمیر) میں واقع سنٹرز میں ہوگا۔ داخلہ فارم 5- دسمبر 96ء سے دستیاب ہونگے۔

○ کالج آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز کوٹلی آزاد جموں کشمیر یونیورسٹی نے BBA اور MBA کے داخلہ کے لئے باشندگان ریاست جموں و کشمیر (آزاد کشمیر و مقیم پاکستان) سے درخواستیں طلب کی ہیں جو 15- دسمبر 96ء تک دفتر ہذا میں موصول ہو جانی چاہئے۔ داخلہ فارم وغیرہ 100/- روپے کے عوض دفتر سے یا 130/- روپے بذریعہ منی آرڈر / پوسٹل آرڈر ارسال کرکے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

ضرورت انسپکٹر

○ تحریک جدید کو چند انسپکٹران مال کی ضرورت ہے۔ تعلیم کم از کم میٹرک پاس سیکنڈ ڈویژن ہو دینی معلومات واجبی اور حساب سے دلچسپی اور تقریر کرنے کا ملکہ رکھنے والے مخلصین اپنی جماعت کے امیر صاحب کی سفارش کے ساتھ حسب ذیل پتہ پر اپنی درخواستیں بھجوادیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

قبل ازیں مضمون نگار حضرات سے کئی بار گزارش کی گئی ہے کہ وہ اپنے مضمون میں درج کردہ واقعات کی پوری طرح چھان بین کرکے مضمون تحریر کیا کریں الفضل کے پاس واقعات کی چھان بین کا کوئی ذریعہ نہیں۔ خاص طور پر تاریخی واقعات کے سلسلہ میں گزشتہ دنوں محترم خلیل الرحمان صاحب کے ایک بیٹے کا مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا "میرے والد اور تایا صاحب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کے مرید تھے اور ان کے ہمراہ 1905ء میں میراں شاہ ایجنسی میں آئے تھے۔ اس سلسلہ میں محترم سید عبدالحی صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے 1903ء میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دے دی تھی۔ اس لئے 1905ء میں میراں شاہ ایجنسی آنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ (ادارہ)

کوئٹہ الیکٹرونکس
فون دکان: 583568
دکان ٤ حکیم آرکیڈ حسین آگاہی۔ ملتان
ہمارے ہاں ہمہ قسم کے ٹی وی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں
پروپرائیٹر:
چوہدری تجمل اشفاق

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 25- نومبر-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 10 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 25 درجے سنٹی گریڈ

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی طرف سے بیرسٹر اعتزاز احسن اور سابق وفاقی وزیر رضا ربانی نے بے نظیر بھٹو کی معزولی کے خلاف تیسری دفعہ پٹیشن پھر دائر کر دی جس کو سماعت کے لئے منظور کر لیا گیا ہے۔ رجسٹرار سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ نئی درخواست میں کوئی قابل اعتراض بات نظر نہیں آتی۔ اعتزاز احسن نے کہا کہ انہیں امید ہے کہ ہماری پٹیشن کی سماعت جلد شروع کر دی جائے گی۔ انہوں نے رجسٹرار کے حکم کے خلاف، جس کی وجہ سے انہیں تین دفعہ اس عمل سے گزرنا پڑا، اپیل نہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ رجسٹرار نے کہا ہے کہ نئی پٹیشن میں انہیں کوئی بات قابل اعتراض نظر نہیں آئی۔ اس لئے اب یہ معمول کے مطابق اپنے وقت پر عدالت کے سامنے پیش ہو جائے گی۔ تاہم رجسٹرار نے وقت کا تعین نہیں کیا۔ بے نظیر بھٹو کے وکیل اعتزاز احسن نے یہ بھی کہا کہ جب پٹیشن عدالت میں پیش ہو گی تو ہم وہ سب کچھ کہیں گے جو عدالت کے سامنے کہنا چاہتے ہیں۔

○ نگران حکومت کے نمائندوں نے اسلام آباد میں متعین اہم غیر ملکی سفارت کاروں کو آگاہ کیا ہے کہ نگران حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو اور محمد نواز شریف کی جماعتوں کو سیاسی منظر سے ہٹانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا اور احتسابی عمل سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ نیز بتایا گیا کہ آزاد الیکشن کمیشن کے لئے جلد آرڈی ننس جاری کیا جائے گا۔ اور آزاد اور خود مختار الیکشن کمیشن کی نگرانی میں ہونے والے آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابات میں جو جماعت بھی اکثریت حاصل کرے گی اسے حکومت کی تشکیل کا پورا موقع فراہم کیا جائے گا۔

○ معزول وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نااہلیوں کے ذریعے مرضی کے انتخابی نتائج حاصل کرنے کی گیم ہو رہی ہے۔ لغاری کے اسمبلیاں توڑنے کے بعد اب اپنے سائے پر بھی شبہ ہونے لگا ہے۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن ہوں یا حکومت اور اسمبلیاں بحال ہوں۔ ہمیں ہر صورت حال کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ نواز شریف کے خلاف ضیاء الحق کی باقیات بھی ایک گیم کر رہی ہے۔ عمران خان، قاضی، سپاہ صحابہ اور پاسبان کو اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ پہلے مرحلہ میں منتخب حکومت ختم ہو گی۔ دوسرے مرحلہ میں صدر جائے گا۔ پھر سجاد اینڈ سجاد آئیں گے۔ سجاد اینڈ سجاد سے ان کا مطلب چیف جسٹس سجاد علی شاہ اور چیئرمین سینٹ وسیم سجاد سے تھا۔ اس گیم پر کام ہو رہا ہے۔ لیکن ہماری گیم یہ ہے کہ سب کو نکال کر واپس آئیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ خدا کرے نواز شریف کسی سے انتخابی اتحاد نہ کریں۔ تاکہ الیکشن میں سہ فریقی یا چار گروپوں کا مقابلہ ہو۔

○ بری فوج کے کور کمانڈروں کا ایک غیر معمولی اجلاس ہوا جس کی صدارت چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے کی۔ اس اجلاس میں ملکی دفاع اور قومی سلامتی کے معاملات پر غور کیا گیا۔ متعلقہ ذرائع نے بتایا کہ اس اجلاس میں کوئی سیاسی معاملہ زیر غور نہیں آیا۔ صرف اہم آپریشنل اور پیشہ ورانہ امور پر بریفنگ دی گئی۔

○ معزول وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے بی بی سی کے ساتھ ٹرین مارچ کے دوران ایک انٹرویو میں کہا کہ میری مقبولیت ہرگز کم نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ملک میں انصاف موجود ہے تو ان کی اسمبلی بحال ہونی چاہئے۔ ملک میں دو قانون نہیں ہونے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ میں دائر شدہ پٹیشن کے سلسلے میں وہ نہ ناامید ہیں۔ نہ پر امید۔ لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ جس طرح نواز شریف کی اسمبلی بحال کی گئی اسی طرح اس اسمبلی کو بھی بحال ہونا چاہئے۔

○ پیپلز پارٹی (ایس۔ بی) کی راہنما اور میر مرتضیٰ بھٹو کی بیوہ غنویٰ بھٹو نے کہا ہے کہ انہوں نے بے نظیر کے ڈر سے زرداری اور ان کے ساتھ کئی دوسرے لوگوں کا نام ایف آئی آر میں نہیں دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ صدر فاروق لغاری کو مرتضیٰ قتل میں ملوث کرنا بے نظیر کا سیاسی دیوالیہ پن ہے چیف ایگزیکٹو ہونے کے ناطے وہ مشتبہ افراد کے خلاف انکوائری کروا سکتی تھیں۔ لیکن اس کی بجائے ملزموں پر پردہ ڈالا گیا۔ ایسا کیوں ہوا میں نہیں جانتی۔ تاہم وقت خود بولے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ عام انتخابات فوج نہیں بلکہ حکومت کی نگرانی میں ہونے چاہئیں۔ میری قیادت اور الیکشن لڑنے کا فیصلہ سنٹرل کمیٹی کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ مرتضیٰ کا قتل "شرلاک ہومز کا ڈرامہ نہیں کہ غیر ملکی ایجنسیوں کو بلایا جائے ہمیں تحقیقاتی ٹریبونل پر اعتماد ہے۔ نیز ہمارے ماہرین ملزموں تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے معزول وزیر اعظم کے شوہر آصف زرداری کی گرفتاری کے سلسلے میں متعلقہ ریکارڈ عدالت میں پیش کرنے کا حکم دیا ہے اور اس حکم کے بعد عدالت نے سماعت 26 نومبر تک ملتوی کر دی۔

○ سندھ ہائی کورٹ کی طرف سے ایک حکم کے بعد آصف علی زرداری اور دیگر 32۔ افراد کے خلاف ضلع نواب شاہ کے تھانہ دادو میں ڈکیتی کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے مدعی نے الزام لگایا ہے کہ پولیس اور مخالفین نے گھر پر ہلہ بول دیا۔ نقدی زیورات اور ٹریکٹر اور زرعی اجناس اٹھا کر لے گئے۔ واردات زرداری کے ایماء پر کی گئی۔ پولیس مقدمہ درج نہیں کر رہی۔ جس پر سندھ ہائی کورٹ نے مقدمہ درج کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

○ نگران وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد افضل حیات نے کہا ہے کہ قانون سے کوئی بالاتر نہیں چاہے وہ وزیر اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ انہوں نے صوبے میں امن و امان قائم رکھنے کے ذمہ داروں کو اپنی کارکردگی بہتر بنانے کی ہدایت کی۔ انہوں نے ہدایت کی کہ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ سیاسی مداخلت کے خاتمہ سے امن عامہ کی صورت حال بہتر ہوئی ہے۔ اور پولیس کو عوام کو جرائم پیشہ عناصر سے بچانے کے لئے ہمہ وقت مستعد رہنا چاہئے۔

○ گورنر پنجاب خواجہ احمد طارق رحیم کی زیر صدارت نگران کابینہ کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ صوبے کے 38 محکموں کو کم کر کے 12 کر دیا جائے۔ اور اس طرح صوبے میں 12 وزیر اور 12 سیکرٹری کافی ہوں گے۔

○ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ عوام ہی کسی سیاسی شخصیت کو سیاست سے آؤٹ کر سکتے ہیں حکومت عوامی رائے کے برعکس کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی انہوں نے کہا کہ ملک کو دوبارہ ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لئے سخت محنت اور قربانی کی ضرورت ہو گی اور میں سب سے پہلے خود قربانی دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ لوگ افواہوں پر کان نہ دھریں عام انتخابات کی تیاری کریں۔

8 فٹ سائز سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلیویژن کا رزلٹ 100% شاندار
(یعنی عام 16 فٹ ڈش کے برابر)
• اعلیٰ کوالٹی بھاری میٹریل ڈش
• آزمودہ مشہور زمانہ ونر سیٹ ریسیور نیا ماڈل
• گارڈنر LNB امریکہ اور جاپانی وائر
• تمام اشیاء جینوئن اور No 1 گارنٹی کے ساتھ
فری فٹنگ • فری سروس • پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کی سہولت۔
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
بشارت احمد خان
آپکی سہولت کیلئے ہمارے فون نمبرز
04524 - 211274
213123
537

مطب حمید (رجسٹرڈ)
امرض اٹھرا کی کامیاب علاجگاہ
کا مشہور دواخانہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ناصر کلینک
ڈاکٹر ناصر احمد چوہدری
ہر قسم کے امراض مثلاً اسہال، معدہ، مثانہ، پتہ کی پتھری، بانجھ پن، بچوں کے امراض کی شافی علاجگاہ
مین بازار۔ حافظ آباد
فون کلینک 0438 - 3391
0438 - 2291

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے نیز لیڈیز جیکٹس کی بے شمار ورائیٹی کے لئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
فون: دوکان: 434
گھر: 211244

دانت مت نکلوایئے
دانت درد کا فوری علاج ممکن ہے
ماسخورہ۔ پائیوریا۔ دانتوں کو ٹھنڈا گرم پانی لگنا دانتوں سے خون پیپ کا آنا مسوڑوں کا پھولنا دانتوں کا ہلنا۔ تمام امراض کے مستقل علاج کے لیے تشریف لائیں
فن پیڈ کے ماہر
دانت جرمن اور لندن کے جدید طریقے سے فکس کئے جاتے ہیں
پرانا اڈہ لالیاں چنیوٹ میں آپکے پرانے خادم
بشیر ڈینٹل کلینک چنیوٹ
فون: 331450